

سلسلة مواعظ دعویت دین حق ⑥

صَدَّارَ عَشْرَتِ هُوَ الْ

شیخ الحدیث عارف باللہ

حضرت مولانا شاہ عبدالپریم بن حسین صاحب رکن

خلیفہ اجل

شیخ العرب عارف باللہ مجید زمانہ
والعجمہ عارف باللہ مجید زمانہ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مختار صاحب جنتی

ارشاد

شیخ الحدیث، عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبد المتمیز صاحب کاظمی

تمام دینی مدارس میں ملفوظات اکابر سنائے جانے چاہئیں

ارشاد فرمایا کہ میرے دوستو! یہ ضروری ہے کہ تمام مدارس دینیہ میں یہ نظام ہو کہ ہمارے اکابر دین کے ملفوظات و موعاظ پڑھنے جائیں۔ مجلس ہواستذہ کی جس میں اس کو پڑھیں اور سب کو سنا کیں اور طلب کو بھی ملفوظات میں سے پڑھ کر سنا کیں تو ان شاء اللہ! اس کے ذریعہ سے زبردست نفع ہو گا، ایک بات تو یہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ گھروں پر بھی اس کو پڑھیں، اپنے اپنے گھروں میں اپنے اکابر دین کے ملفوظات و موعاظ میں سے ایک دو ملفوظ پڑھ کر سنا یا جائے، جیسے حضرت حکیم الامت تھانوی عجیۃ اللہیہ نے یوں فرمایا، حاجی امداد اللہ مہاجر کی عجیۃ اللہیہ نے یوں فرمایا، حضرت مجدد الف ثانی عجیۃ اللہیہ نے یوں فرمایا، تو اپنے اکابر دین کے حوالے سے کوئی بات سنادیں گے تو اس کا نوران کے قلوب تک پہنچ جائے گا۔ پھر وہی نور اندر ہی اندر کام بنا تار ہے گا، اس طرح سے دینی زندگی پیدا ہو جائے گی میرے دوستو! جہاں دینی مجلس ہو، مغلل ہو، جلسے ہوں ایسے موقع پر بھی اپنے بزرگوں کے ملفوظات و موعاظ میں سے کچھ نہ کچھ ضرور سنادیا کریں، اس سے ان شاء اللہ! نفع عظیم کی توقع ہے، زبردست نفع ہو گا ان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور تو فیق عطا فرمائے۔

۲۵ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۳ آگسٹ ۲۰۲۳ء

بروز اتوار بعد عشاء

بمقام یادگار خانقاہ حکیم الامت،

بیساکھی ہاؤ سنگ، ڈھاکا، گنگ، ڈھاکا، بیگنگ دیش

سلسلہ مواعظ دعوت دین حق ۶

ضروری تفصیل

صدائے عشقِ مولیٰ

نام وعظ:

شیخ الحدیث، عارف بالله حضرت مولانا

نام واعظ:

شاہ عبدالستین بن حسین صاحب دامت برکاتہم، ڈھاکہ

تاریخ وعظ:

۲۵ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۳ اگست ۲۰۲۳ء

اتوار بعد عشاء

مقام:

یادگار خانقاہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ، بیساکھی ہاؤ سنگ،

ڈھاکا کانگر، ڈھاکہ، بنگلہ دیش

موضوع:

ہمارا مقصد حیات رضائے الہی ہے، امثال اور اجتناب

عن المعاصی، اہل اللہ کاغم حضرت، بقاء کائنات ذکر اللہ سے ہے

مرتب:

یکے از خدام حضرت والا دامت برکاتہم

رجب المجب ۱۴۲۵ھ مطابق جنوری ۲۰۲۳ء

اشاعت اول:

ادارہ تالیفات اختریہ

ناشر:

بی ۳۸، منڈھ بلوچ ہاؤ سنگ سوسائٹی، گلتان، جوہر بلاک نمبر ۱۲، کراچی



فہرست

صفحہ نمبر

عنوانات

۶.....	اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہماری زندگی کا مقصد ہے.....
۷.....	اللہ تعالیٰ کاغم ایسا غم ہے کہ سینکڑوں خوشیاں اس پر قربان ہیں.....
۹.....	سلوک و تصوف کا حاصل کیا ہے؟.....
۱۰.....	کام نہ کر کے انعام پانے کا عجیب نسخہ.....
۱۱.....	بیانات و مجالس میں اکابر کا نام لینے کا مزہ.....
۱۲.....	اہل اللہ سے دور رہ کر دین کا فہم آہی نہیں سکتا.....
۱۳.....	اس بات کا دھیان رکھنا کہ تمہاری ذات سے کسی کوتکلیف نہ پہنچے.....
۱۶.....	ہمارے اکابر ہمیشہ اپنے بڑوں کے سامنے مست کر رہتے تھے.....
۱۷.....	حضرت حکیم الامت عزیز اللہ کے خلفاء کے لئے ایک زبردست تعبیر.....
۱۸.....	حضرت حکیم الامت عزیز اللہ کی دستار بندی کا سبق آموز واقعہ.....
۲۰.....	آسمان وزمین کی بقا اہل اللہ کی برکت سے ہے.....
۲۲.....	عارفینِ کاملین کے قلوب میں حق تعالیٰ کی جلوہ افروزی.....
۲۳.....	اہل مدارس کے لئے کرنے کے تین کام.....
۲۶.....	راہِ حق میں مایوسی کی کوئی گنجائش نہیں.....
۲۸.....	نیک لوگوں کے ساتھ ملے جلے رہنے کی برکت.....
۲۹.....	صحابہ کرام علیہم السلام کا مزار اور ان کے دلوں میں ایمان کا عالم.....
۲۹.....	حضرت سید احمد شہید عزیز اللہ کا فیض بے کراں.....
۳۰.....	حصولِ جنت کے لئے دو چیزوں کی ضرورت.....
۳۱.....	ہر کام میں حق تعالیٰ کی خوشی کو ملحوظ رکھو.....
۳۲.....	تمام دینی مدارس میں ملفوظاتِ اکابر سنائے جانے چاہئیں.....



صدائے عشقِ مولیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّهِ وَكَفَىْ وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَلَفَنِي اَمَّا بَعْدُ
فَأَعُوذُ بِاللّهِ مِن الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ ○ بِسْمِ اللّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○
إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانُوكُلُّهُمْ جَنَّتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ○
خَلِيلِيْنِ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حَوْلًا ○

(سورة الكهف: آیات ۷، ۱۰، ۱۰۸)

وَقَالَ رَسُولُ اللّهِ صَلَّى اللّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللّهُ لَيْسَ لَهَا حَاجَاتٌ دُونَ اللّهِ حَتَّى تَخُصُّ إِلَيْهِ
(مشکوٰۃ المصائبیح: (قدیمی)، باب ثواب التسبیح والتحمید، ص ۲۰۲)
وَقَالَ عَلَيْهِ الضَّلُوةُ وَالسَّلَامُ

جَدِيدُوا إِيمَانَكُمْ بِيَقْوِيلَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّهُ
(مسند البزار: (مکتبۃ العلوم والحكم -المدینۃ المنورۃ)، جزء ۷، اص ۵۲، رقم ۹۵۶۹)

وَقَالَ عَلَيْهِ الضَّلُوةُ وَالسَّلَامُ
إِلَيْهِمَا نُبْضُعُ وَسَبْعُونَ شَعْبَيَّةً أَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّهُ

(سنن النسائي: (ایچ ایہ سعید کمپنی)، باب ذکر شعب الایمان، ج ۲، ص ۲۳۱)

اللّہ پاک جل جلالہ و عم نوالہ ہم سب کو معاف فرمادیں، اپنی محبت اور معرفت اور اطاعت کی دولت ہمیں عطا فرمادیں، ہم سب کو اپنا بنا لیں، اپنے مقربین میں شامل فرمائیں، اولیائے صدیقین میں شامل فرمائیں، توفیق طاعت عطا فرمائیں اور گناہوں سے بچنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائیں اور اپنے نفس پر ہمیشہ پوری پوری نگرانی رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اکابرِ دین کی محبت، عظمت، ادب و اتباع ہمیں نصیب فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہماری زندگی کا مقصد ہے

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا اور اللہ کو پاجانا، اس سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں ہے۔ زندگی کا اصل مقصد یہ ہے کہ بندہ ہر وقت یہ فکر کئے اور کوشش جاری رکھے کہ میرا مالک میرا ہو جائے، مالک تعالیٰ مجھ پر راضی ہو جائے، خوش ہو جائے۔

جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری

اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

اللہ تعالیٰ راضی ہو گئے تو ہماری پوری کامیابی ہے، دونوں جہان کی کامیابی ہے اور تمام نعمتیں اور خوشیاں پھر ہمیں حاصل ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ ناراض ہو گئے تو سب ختم ہو گیا، سب برباد، دنیا بھی برباد۔ اللہ تعالیٰ جس پر ناراض ہو جاتے ہیں تو پریشانیاں اس کو گھیر لیتی ہیں، مصائب اس کو گھیر لیتے ہیں، کہیں اس کا ٹھکانہ نہیں ہوتا، کہیں بھی سکون نہیں ہوتا۔ سکون اور اطمینان اور خوشیاں تو اللہ تعالیٰ کی رضا میں ہیں، اللہ تعالیٰ کا قرب اور رضا حاصل ہو جائے تو ہر وقت خوشی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اپنے نفس کی خوشی کو ہم کچل دیں، اپنے نفس کے ناجائز تقاضے کو کچل دیں، بربادیں، اس پر عمل نہ کریں۔

دل کے اندر مختلف بُرے خیالات پیدا تو ہوتے ہیں، لیکن ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ فرماتے ہیں کہ بُرے خیال کا آنا بُرانیں ہے، لانا بُرا ہے۔ دل کے اندر بُرے خیالات آتے رہیں گے، وساوس آتے رہیں گے، یہی بندے کی بندگی کا امتحان ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا امتحان ہے کہ موافع آتے ہیں، غلط چیزیں دل کے اندر آتی ہیں تو آپ ان غلط چیزوں کے ساتھ بہہ جاتے ہو یا اللہ کی محبت میں فدا ہو جاتے ہو؟ اسی بات کو اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتے ہیں، اسی لئے ہمارے حضرت خواجہ عزیز الحسن مجدد عَلَیْهِ السَّلَامُ فرماتے ہیں۔

بہت گو لو لے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں

تری خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں

خیالات پر نہیں فدا ہونا، محبوب پاک کی مرضیات پر فدا ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشیوں پر فدا ہونا ہے۔

جو ان کی خوشی ہے وہ میری بھی خوشی ہے
جا دل تجھے چھوڑا کہ جدھر وہ بیس اُدھر ہم
اللہ تعالیٰ کی خوشی پر جینا اور مرننا، اللہ تعالیٰ کے حکم پر جینا اور مرننا، اللہ تعالیٰ کے اشارے پر
جینا اور مرننا، ایسی زندگی اللہ تعالیٰ ہم سب کو عطا فرمادے۔

اللہ تعالیٰ کاغم ایسا غم ہے کہ سینکڑوں خوشیاں اس پر قربان ہیں
میرے شیخ عارف باللہ مولا نا شاہ حکیم محمد اختصار صاحب عَزَّوَجَلَّ فرماتے ہیں۔
زندگی پُر کیف پائی گرچہ دل پُر غم رہا
ان کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

اللہ تعالیٰ کاغم ایسا پیارا ہے، یہ غم جس کو عطا ہوتا ہے تو بظاہر اگر اس کو کوئی پریشانی ہے،
حوادث ہیں، مصائب ہیں، لیکن اس کے دل میں سکون ہوتا ہے، اطمینان ہوتا ہے۔ یہ
رضائے محبوب پاک کا فیض ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا فیض ہوتا ہے۔
لاکھوں سامانِ دنیا پاس ہوں، سلطنت و کریمان اور تخت و تاج ہوں، لیکن اگر اللہ تعالیٰ
ناراض ہو تو ایسے بندے کو نہ سکون ہے نہ آرام، نہ اطمینان، نہ کسی قسم کی عافیت، نہ کسی بھی
قسم کا کوئی ٹھکانہ، ہر وقت اس کا دل غمزدہ رہتا ہے، ہر وقت پریشانی رہتی ہے، اور اللہ کو
خوش کر کے آدمی اگر مصائب سے بھی گھرا ہوا ہو تو اس وقت بھی اس کے قلب کے اندر
سکون ہوتا ہے۔ آہ! اللہ تعالیٰ ہمیں اطمینانِ قلب عطا فرمادے، سکونِ قلب عطا فرمادے،
اس طرح کہ مالک تعالیٰ ہم پر خوش ہو جائے، راضی ہو جائے، سبحان اللہ تعالیٰ و بحمدہ!

ہمارے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی عَزَّوَجَلَّ فرماتے ہیں۔
کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے
اللہ میں تجھ سے طلب گار تیرا

اللہ کی خوشی مدنظر ہوا اور اللہ کو خوش کرنے کے لئے ہر تکلیف برداشت کرنے کی بھی پوری ہمت ہو بلکہ اس تکلیف میں لطف آجائے، اس میں مستی پیدا ہو جائے۔ میرے شیخ عارف باللہ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب عَزَّوَجَلَّ فرماتے ہیں۔

داغِ حضرت سے دل سجائے ہیں
تب کہیں جا کے اُن کو پائے ہیں

دل کو کس طرح سے سجنانا ہے محبوب پاک کے لئے، اس شعر میں اس کا درس ہے۔ یہ کیا پیارا درسِ محبت ہے کہ خونِ حضرت سے اللہ ملتا ہے، خونِ تمثا سے اللہ ملتا ہے، لہذا آرزوؤں کو پورا نہیں کرنا ہے بلکہ آرزوؤں کا خون کر کے اپنے محبوب پاک کو خوش کرنا ہے۔ آرزوؤں کے خون سے اپنے محبوب پاک کو خوش کرنا ہے۔

ہر تمثا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی
کیا پیاری پیاری باتیں ہیں۔ تو میرے شیخ عَزَّوَجَلَّ فرماتے ہیں۔

داغِ حضرت سے دل سجائے ہیں
تب کہیں جا کے اُن کو پائے ہیں
ان حسینوں سے دل بچانے میں
ہم نے غم بھی بڑے اٹھائے ہیں
بہت غم اٹھانا پڑتا ہے اپنے محبوب پاک کو راضی کرنے کے لئے۔

میرے دوستو! جو عباداتِ مشینتہ ہیں ان کو کر لینا اتنا مشکل نہیں ہے جس قدر کہ گناہوں سے بچنا مشکل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ نظام ہے کہ جس کو ان کے راستے میں جتنی مشقت ہوتی ہے اتنا ہی اونچا ان کا رُتبہ ہوتا ہے، اُتنا ہی اعلیٰ ان کو قربِ عطا ہوتا ہے اور اتنی ہی اوپنجی ولایت ان کو عطا ہوتی ہے۔ مشاہدہ بقدرِ مجاہدہ۔ اس لئے نام اولیاء اللہ کا یہ شیوه حیات رہا ہے کہ اللہ کی محبت میں زخم پر زخم اٹھاتے تھے اور اسی میں وہ مست

ہو جاتے تھے، اسی میں ان کو لطف آتا تھا، بلکہ لطفِ جنت ان کو دنیا ہی میں مل جاتا تھا۔
اللہ کی محبت میں رخم کھانا، تیر کھانا اس میں جو لطف ہے، لذت ہے، وہ جنتی لذت ہے،
دنیا ہی میں اس کو جنت محسوس ہوتی ہے۔

اُف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ تمام اولیائے امت نے
جو سبق سکھایا ہے، جس راستے پر وہ واصل باللہ ہوئے ہیں، اللہ کو پا گئے ہیں، وہ کیا ہے؟
اس کے نچوڑ کو حضرت حکیم الامتؒ نے بیان فرمایا۔ وہ یہ ہے کہ نفس کی جو بڑی خواہشات ہیں
ان کو کپل دینا، ان پر عمل نہ کرنا۔ یہ نہیں کہ بڑا خیال بالکل نہیں آئے گا، خیال تو آئے گا
لیکن اس پر عمل نہ کرنا، اس کی طرف توجہ نہ دینا۔ اور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو حکم فرمادیں، جو
عبادت بتادیں، جو لازم ہے، فرض ہے، بس اس کو پورا کرنا، اس پر عمل کرنا، اتنا کام ہے۔
فرمایا کہ صرف اتنا ہی کام اگر کرے گا آدمی تو ولی اللہ بن جائے گا۔

سلوک و تصوف کا حاصل کیا ہے؟

وہ ذرا سی بات جو حاصل ہے تصوف کا وہ یہ ہے کہ جس گناہ کا دل میں تقاضا ہو،
تقاضے کا مقابلہ کر کے اس گناہ سے بچے۔ تقاضے کا مقابلہ کرنا دن ورات کا کام ہے۔ غیبت کا
تقاضا ہے تو اس کا مقابلہ کرے، غیبت نہ کرے، اور بد نگاہی کا تقاضا دل میں ہو رہا ہے،
اس کی خواہش ہو رہی ہے تو بد نگاہی نہ کرے، اگر کسی کو گالیاں لکنے کو جی چاہے تو گالیاں
نہ لکے، کسی پرنا جائز غصہ آرہا ہے تو غصہ نہ کرے، یعنی غصہ تو آئے اُس غصے کے تقاضے پر
عمل نہ کرے، جیسے کہ گالی دینا، اس پر ظلم کرنا، وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔
یہ حضرت حکیم الامتؒ نے ایسا ایک نسخہ بتالیا ہے خدا کی قسم! پوری زندگی کی
کامیابی کے لئے یہی ایک نسخہ کافی ہے۔ حضرت نے تصوف کو اتنا آسان فرمایا کہ تصوف کی
پرانی کتابوں کو پڑھیں گے تو ایسی چیزیں ہیں ایسے مضامین ہیں کہ وہاں سے اصل چیزوں

حاصل کرنا کافی مشکل بات ہے، لیکن حضرت حکیم الامتؒ نے تصوف کو بالکل آسان فرمادیا کہ بُرا خیال آئے اس پر عمل نہ کرو، اس پر دھیان نہ دو، ستم کامیاب ہو گئے۔ اور نوافل کی اگر توفیق ہو گئی تو اچھی بات ہے، اگر توفیق نوافل نہ ہو صرف اتنا ہو کہ فرائض و واجبات پر آپ کامل ہے، اتنا کافی ہے وصولِ الی اللہ کے لئے، حصولِ ولایت کے لئے۔ کیا مختصر الفاظ میں اتنا عظیم الشان نسخہ بتا دیا۔

وہ ذرا سی بات جو حاصل ہے تصوف کا یہ ہے کہ جس گناہ کا دل میں تقاضا ہو، تقاضے کا مقابلہ کر کے اس گناہ سے بچے اور جس طاعت میں سستی محسوس ہو، سستی کا مقابلہ کر کے اس طاعت کو کرے۔ ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی عجیب اللہ فرماتے تھے کہ سستی کا علاج ہے چستی، چست ہو جانا۔ سستی آئے تو چستی دکھادوا پہنے مالک تعالیٰ کو۔ اگر چہ دل نہ چاہے پھر بھی اس کام کو کرلو، مثلاً کہ نماز کا وقت ہو گیا، اب نماز پڑھنے کو جی نہیں چاہتا، پھر بھی اس نے وضو کیا اور نماز پڑھ لی، خدا کی قسم! نور اس کے قلب میں آجائے گا اور قرب اس کو ضرور حاصل ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ ضرور اس پر خوش ہو جائیں گے۔

کام نہ کر کے انعام پانے کا عجیب نسخہ

نفس کی بُری خواہش کو کچل دینے پر اللہ تعالیٰ کی بہت زبردست خوشی حاصل ہوتی ہے۔ یہی کام کرتے ہیں تمام اہل اللہ۔

مشغله اہلِ دل کا اے اختر

باغِ ایماں کی باغبانی ہے

میرے شیخ عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب عجیب اللہ کیا عجیب شان تھی، حضرت والا نے تصوف کو ایسا سمجھا، اکابر دین کی تعلیمات کو ایسا سمجھا کہ آسانی کے ساتھ وہ اللہ والا بنانے کے سارے نئے بتا دیتے تھے۔ مثلاً میرے شیخ فرماتے تھے کہ کام کرنا مشکل ہے، کام نہ کرنا کون سا مشکل ہے، وہ تو آسان ہے بھی۔ یہ کام کرو، وہ کام کرو، دن میں کام کرو، رات میں کام کرو، صح کام کرو، شام کام کرو، کام ہی کام، کام ہی کام کرو۔ کبھی

تلاؤت کر رہا ہے، کبھی ذکر کر رہا ہے، مشاغل ہی مشاغل ہیں۔ اب ایک آدمی دوسرا ہے کہ اتنے مشاغل تو اس کے نہیں ہیں، منتسبت کام کا اتنا مشغلہ اس کا نہیں ہے لیکن یہ ہے کہ وہ بہت سے کام نہیں کرتا، وہ کیا ہیں؟ وہ غیبت نہیں کرتا، جھوٹ نہیں بولتا، بد زگا، ہی نہیں کرتا، حسد نہیں کرتا اور بڑائی نہیں دھلاتا، ریا کاری نہیں کرتا، تو یہ ہے کام نہ کرنا، فرمایا کہ کام نہ کرو سب سے اعلیٰ انعام حاصل کرلو۔

اللہ تعالیٰ نے راستے کو آسان فرمایا ہے، غیروں سے نظر ہٹاؤ اور اللہ کی ذات پر نظر رکھو، بس اتنا کام ہے۔ جب وہ اللہ کا ہو گیا تو غیروں پر اس کی نظر کیوں جائے؟
میرے شیخ حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ فرماتے تھے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا مَنْدُودٌ كَلْمَةُ تَوْحِيدٍ مِّنْ
غَيْرِ حَقٍّ جَبَ جَاءَ بِهِ تَبَّ دُلَّ مِنْ حَقٍّ أَجَاءَ بِهِ
سَبْحَانَ اللَّهِ! كَلْتَأَيْرَا اُورَكَلْتَأَمْوَشْنَخَہِ كَغَيْرِ اللَّهِ كُوْتَمْ كَرْدَوْتَوَالَّدَلْ جَاءَ گَـا۔ وَاه وَاه وَاه!
اس عَارِفِ كَاملَ کی باتیں بہت ہی عجیب و غریب تھیں۔ سَبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ!
لَا إِلَهَ إِلَّا مَنْدُودٌ كَلْمَةُ تَوْحِيدٍ مِّنْ! کیا مطلب کہ دیکھو! سب سے پہلے یہ کہ غیر اللہ کو ختم کر دو، غیر اللہ سے تعلق نہ ہو، غیر اللہ کو دل سے نکالو۔ عَارِفٌ ہندخواجہ عزیز الحسن مجدد ب خلیفہ حکیم الامت حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ فرماتے ہیں۔

نَكَالُو يَادِ حَسِينُوں کی دل سے اے مجدوبَ

خدا کا گھر پے عشقِ بتاں نہیں ہوتا

بیانات و مجازِ میں اکابر کا نام لینے کا مژہ

یہ جو ہم نام لیتے ہیں اپنے بزرگوں کا الحمد للہ! اس نیت سے لیتے ہیں کہ ان عارفین کے نام لینے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوں گے، اور قلب کے اندر نور عطا ہو جائے گا ان کے نام کی برکت سے، اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں کہ ہمارے محبوبین کا نام لو، ان کا تذکرہ کروتا کہ تم پر میرا فضل ہو جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے کہ ان کے محبوبین کا

نام لیا جائے، حدیث کی تمام بڑی بڑی کتابوں کے اندر جو سند ہے اس میں تمام اللہ تعالیٰ کے محبوبین کا نام ہے یعنی دین پر جنہوں نے جان فدا کر دی، ان علمائے دین کے نام ہیں اس کے اندر، تمام راویوں کے نام ہیں۔ راویوں کا کیا مطلب ہے؟ اس شخص نے ہمارے رسول اللہ ﷺ کا پیغام ہمیں پہنچا دیا، رسول اللہ ﷺ کی بات ہمیں پہنچا دی، کیا فرمایا ہمارے محبوب پاک ﷺ نے اس بزرگ نے وہ پیغامِ محبوب پاک ہم تک پہنچا دیا ہے۔ راوی کے یہ معنی ہیں میرے دوستو!

اس لئے سند جو ہے احادیث کی وہ بہت ہی پُر نور ہے، حدیث کی کتابوں میں سے اگر اسانید کو ختم کر دیا جائے، سند کا سلسلہ ختم کر دیا جائے پھر حدیث کی ہر کتاب مختصر بن جائے گی، چھوٹی بن جائے گی، اتنی ضخیم نہ رہے گی، بات سمجھ میں آئی! لیکن ہر حدیث کے ساتھ طویل سند کا یعنی راویوں کے اسماء کا ذکر ہوتا ہے اس میں نور ہے، اس میں برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ بالکل ہی ایسا فرماسکتے تھے کہ اپنی پسند کی باتوں کو براہ راست بتادیتے، اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا، اپنے عاشق کا ذکر کیا کہ دیکھو! انہوں نے مجھ سے اس طرح محبت کی، اس طرح جان فدا کی، تو عاشق کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں خود فرمایا ہے، چاہے انبیاء ہوں کہ اولیناء ہوں، ان کا بھی نام لیا، معلوم ہوا کہ اپنے محبوبین کا نام لینا ان کو پسند ہے، بلکہ خدا کی قسم! ان کے محبوبین کی ملاقات بھی ان کو پیاری ہے، ان کی زیارت بھی ان کو پیاری ہے، ان کے ساتھ بیٹھنا بھی ان کو محبوب ہے، محبوبین کے ساتھ تعلق بھی ان کو محبوب ہے میرے دوستو!

اہل اللہ سے دور رہ کر دین کا فہم آہی نہیں سکتا

یہ عجیب بات ہے اور یہ راز کو نو امام الصدیقین ہے کہ جو ہمارے ہیں ان کا راستہ اختیار کرو، ان کا جو طورِ زندگی ہے اس کو اختیار کرو اور ان کی صحبت و معیت و رفاقت کو اختیار کرو۔ وہ میرے محبوب ہیں تو ان کا طریقہ حیات بھی مجھے محبوب ہے۔ اب دیکھو! طرز کو علمائے اردو نے مذکور بھی لکھا ہے مؤنث بھی لکھا ہے، اب اس پر کیا کرو گے؟ یعنی دو

مذہب ہیں اس میں، کسی نے اس کو مذکور قرار دیا، کسی نے اس کو موئٹ قرار دیا۔ (مزاج) فرمایا کہ) ان کی مرضی ہے بھتی! اپنا گھر اپنی مرضی!

میرے دوستو! جنہوں نے قرآن و حدیث کو سمجھا اور دین کو سمجھا لیکن اولیاء اللہ کے ساتھ رہنا، ان سے محبت کرنا اور ان کے طرز حیات پر اپنی زندگی بنانا، صادقین کے ساتھ رہنا، ان کا اتباع کرنا، یہ بات جن کو سمجھ میں نہیں آئی خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ کے دین کو پوری طرح اس نے نہیں سمجھا، وہ اندھا ہے، ایسا شخص اندھا ہے، اس نے صحیح طرح دین کو نہیں سمجھا۔ قرآن و حدیث میں تمام تفصیلات کو دیکھنے سے یہ بالکل متعین ہو جاتا ہے کہ اللہ تک پہنچنے کے لئے جو اللہ کے مقرین ہیں ان کا راستہ اختیار کرنا سوائے اس کے کوئی راستہ ہے ہی نہیں۔

اُن سے ملنے کی ہے یہی اک راہ

ملنے والوں سے راہ پیدا کر

یہ باتیں تو محض ہیں، لیکن مکمل دین ان میں موجود ہے، اس کے اندر پورا دین موجود ہے کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ دیندار بن جاؤ، اللہ کی محبت آجائے تمہارے اندر، خشیت آجائے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری زندگی میں آجائے تو اس کا راستہ یہی ہے کہ جو فرمانبردار ہیں ان کے ساتھ رابطہ قائم کرو اور ان کا راستہ اختیار کرو، ان کا اتباع کرو تو تم بھی فرمانبرداروں میں شامل ہو جاؤ گے۔ فرمانبردار کے کیا معنی؟ جو ان کے حکم پر زندگی بناتے ہیں، ان کے اشارے پر فدا ہوتے ہیں، یہ فرمانبردار ہیں، مطیع ہیں۔

قرآن کریم کے اندر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری اطاعت کرو اور میرے رسول کی اطاعت کرو، بس تم کامیاب ہو جاؤ گے، رحمت کے سارے دروازے تمہارے لئے کھل جائیں گے۔ میری اطاعت دکھادو اور میرے رسول کی اطاعت دکھادو۔ عارفین اور کاملین نے اس حقیقت کو خوب سمجھا ہے کہ ہر وقت فرمانبردار ہو، اور میرے شیخ عہدۃ اللہ نے اس کو اتنا آسان کر دیا کہ گناہ نہ کرو، بس اتنا کام ہے کہ گناہ نہ کرو، گناہ نہ کرو، گناہ نہ کرو۔

اور زیادہ تر جن گناہوں میں لوگ ملوث ہوتے ہیں، ہر زمانے میں اولیاء اللہ نے ان گناہوں کے بارے میں مستقل تنبیہ فرمائی ہے اور اس سے دور رہنے کے لئے مستقل تاکید فرماتے رہے، تو یہ آخری زمانے میں حرام تعلقات اور بدنظری کی عادت زیادہ ہے لوگوں کے اندر، اس لئے قریبی زمانے کے بزرگانِ دین زیادہ تر اس کی تاکید فرماتے رہے کہ اپنی نگاہ کی حفاظت کرو، حرام اختلاط، حرام تعلقات سے بچو، اور اپنی زبان کی بھی حفاظت کرو۔

اس بات کا وصیان رکھنا کہ تمہاری ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے
 ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ دیندار رہنا چاہتے ہیں، اللہ والا بننا چاہتے ہیں ایسے لوگوں میں بھی جس بات کی کمی ہے دین کے اعتبار سے وہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے بندوں کے ساتھ، مخلوق کے ساتھ کس طرح سلوک کیا جائے، اس کی فکر نہیں رکھتے۔ کسی کو ستایا، کسی کو تکلیف پہنچادی، کسی کی غیبت کر دی، کسی کا حق دبادیا، دن رات یہ قصے پیش آتے ہیں، اسی لئے آپ ﷺ نے ایسا عظیم الشان نسخہ عنایت فرمایا کہ اللہ کا پیارا بندہ، اچھا بندہ، سچا بندہ ہو کر یکھاد و اس طرح کہ اپنی زبان کی حفاظت کرو اور اپنے اعضاء و جوارح کی ظلم سے حفاظت کرو کہ کسی مخلوق پر تمہارے ذریعہ سے ظلم نہ ہو، کیا ہی عجیب و غریب ہدایت ہے۔ حضرت حکیم الامت کی اس بات پر بہت زیادہ نظر رہتی تھی کہ دوسرا عبادات میں، اعمال میں اگر کمی بھی ہو لیکن اگر کسی کو ستایا، کسی کو کسی سے اذیت پہنچ گئی، اس پر حضرت بہت زیادہ ناراض ہوتے تھے، بہت ہی زیادہ ناراض ہوتے تھے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تو ہاں میرے دوستو! بدنظری سے بھی پوری حفاظت رہے کہ جن کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں، ان کو نہیں دیکھنا ہے۔ کیوں دیکھیں گے جبکہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جائیں گے۔ عورتوں سے نظر کی حفاظت اور حسین انڑکوں سے نظر کی حفاظت۔ حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے تھے کہ فاعل و مفعول ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے کی نگاہ میں ذیل ہو جاتے ہیں۔ قومِ لوٹ پر کتنا سخت عذاب آیا تھا، ایک ہی

حرام کام کی وجہ سے، ایک ہی گناہ کی وجہ سے یہ عذاب نازل ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی تمام گناہوں سے پوری طرح حفاظت فرمائے، ہر گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تو میرے دوستو! آپ ﷺ نے ایسی نصیحت فرمائی، ایسی تعلیم فرمائی ہے کہ:

أَمُسْلِيمٌ مَّنْ سَلِيمَ الْمُسْلِيمُونَ مَنْ لِسَانِهِ وَيَيْهٖ (صحیح البخاری: باب المسلم من سلم المسلمون؛ ج ۱ ص ۲۶) اسلام اس کی زندگی میں آیا ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ کے ظلم سے، مطلب کہ تمام اعضاء و جوارح کے ظلم سے دوسرا سب مسلمان محفوظ ہو گئے، کسی کو کوئی تکلیف یہ نہیں پہنچتا تو یہ اچھا مسلمان ہے، سچا مسلمان ہے۔

اور قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے پاس مت آنا خبردار بغیر مسلمان بنے، مسلمان بن کے آنا، میرا پورا فرمانبردار بن کے آنا، اس طرح سے میرے پاس آنا کہ دیکھ کے میں خوش ہو جاؤں کہ خوب میرا بن کے آیا ہے:

﴿وَلَا يَمْنُعُنَ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِيمُونَ﴾

(سورۃ ال عمران: آیہ ۱۰۲)

حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آئے تھے کس کام کو کیا کر چلے
تھمیں چند اپنے سر پر دھر چلے
وال سے پرچہ بھی نہ لائے ساتھ میں
یاں سے سمجھانے کو دفتر لے چلے

کس کام کے لئے آئے تھے، کتنا اچھا کام تھا کہ ہر وقت اللہ اللہ کرو، ہر وقت اللہ کی یاد میں مشغول رہو، ہر وقت اللہ سے محبت کرو، ہر وقت ان سے دل لگاؤ، اللہ سے دل لگانا کتنا اونچا کام ہے، کتنا پیارا کام ہے، کتنا عالیٰ کام ہے، تختِ شاہی اس کے سامنے کیا ہے میرے دوستو!

دل میں لگا کے ان کی لو کردے جہاں میں نشرِ ضو

شمعیں تو جل رہی ہیں سو بزم میں روشنی نہیں

دل اگر اللہ کا نہ ہو، دل اگر اللہ والا نہ ہو تو میرے دوستو! پھر اس کی تقریر میں بھی کوئی نور

نہیں ہے، کہیں بھی کوئی نور نہیں، کوئی حُسن نہیں۔

شعیں تو جل رہی ہیں سو بزم میں روشنی نہیں

شمعِ حُسن ہے، شمعِ علم ہے، شمعِ معلومات ہے، شمعِ تحقیقات ہے اور شمعِ سلطنت ہے، شمعِ وعظ و اعمالِ مع ریا کاری ہے تو اس سے کیا فائدہ ہے دوستو! اصل چیز یہ ہے کہ دل میں اللہ کی محبت ہو، دل میں در دل پیدا ہو جائے، اللہ کو خوش کرنے کے جذبے کیسا تھا اعمالِ صالحہ اور کسبِ انوارِ قرب و کسبِ انوارِ تقویٰ کی توفیق ہو جاوے، واد واد! سجان اللہ و محمد!

ہمارے اکابر ہمیشہ اپنے بڑوں کے سامنے مٹ کر رہتے تھے

ان حضرات نے اللہ کا راستہ کیسا سمجھا ہے میرے دوستو! ہم نے اپنے زمانے میں دیکھا ہے کہ بڑے محدثین ہیں، بڑے مفتیانِ کرام ہیں، بڑے بڑے علمائے دین ہیں، لیکن جب کسی اللہ والے کو دیکھا تو ان کے سامنے جھک گئے، خود اتنے بڑے عالم، اتنے بڑے محدث اور اتنے بڑے محقق عالم دین ہیں اور کسی اللہ والے کے سامنے ایک دم دب جاتے ہیں۔ حافظ جی حضور ﷺ کو ہم دیکھتے تھے کہ ان کے سامنے بڑے بڑے محدثین جو زبردست تقریر کرتے تھے درسِ حدیث میں، بخاری شریف پڑھاتے تھے، زندگی بھر بخاری شریف پڑھاتے رہے، اور ترمذی شریف پڑھاتے رہے، مسلم شریف پڑھاتے رہے، لیکن جیسے ہی حافظ جی حضور ﷺ کو دیکھا ان کے سامنے بالکل دم دب گئے، بالکل مٹ گئے، خاموش ہو گئے گویا کہ دم نہیں ہے۔ کیا بات ہے، یہ ولایت کا اثر ہے، ولایت خاصہ کا اثر ہے کہ محبوبِ حقیقتی کے ساتھ ان کا خاص تعلق ہے۔ اس خاص تعلق کی وجہ سے یہ لوگ دب جاتے ہیں، ان کی ساری طاقت اور شان وہاں ختم ہو جاتی ہے۔ وہاں کسی بھی تحقیق کی طاقت اور جرأۃ کام نہیں آتی، ساری باتیں ختم ہو جاتی ہیں کسی اللہ والے کے سامنے جا کر۔

حضرت حافظ جی حضور ﷺ کے مدرسے میں میرے شیخ حضرت والا عزیزیہ کی جب مجلس ہوتی تھی، بڑے بڑے علمائے دین مجلس میں بیٹھتے تھے، لیکن سب خاموش

اور بالکل فنا ہو جاتے تھے اس اللہ والے کے سامنے۔ کیا بات تھی میرے دوستو! اور ہمارے محیٰ السنۃ مولانا شاہ ابراہم الحنفی صاحب حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ تشریف لاتے تھے تو علماء اور تمام محدثین، تمام مشائخ سب حضرت کے سامنے پھوپھو کی طرح سے بیٹھتے تھے۔ سبحان اللہ!

حضرت حکیم الامت حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ کے خلفاء کے لئے ایک زبردست تعبیر

رمزی اثاوی ہندوستان میں بڑے شاعر گزرے ہیں، انہوں نے کہا کہ یہ دارالعلوم دیوبند کے جواکابرین دین ہیں یہ سب اللہ والے ہیں، ربانیہین ہیں اور صحابہ کے نمونے ہیں یہ سب۔ تو رمزی اثاوی نے حکیم الامت نور اللہ تعالیٰ مرقدہ کے خلفاء کو دیکھا، ان کے بارے میں جب ان کو معلومات حاصل ہوئی تو انہوں نے عجیب شعر کہا، بہت ہی عجیب بات کہی۔

یہ خدامِ شریعت ہیں جو مانندِ پیغمبر ہیں
ان خدامِ شریعت کو دیکھ کر بالکل ایسا لگتا ہے کہ یہ سب پیغمروں کے مانند ہیں۔

یہ خدامِ شریعت ہیں جو مانندِ پیغمبر ہیں
وہ دریا کیسا ہو گا جس کے قدرے سمندر ہیں۔

سبحان اللہ و بحمدہ! ایسے یہ اولیاء اللہ تھے۔ مولانا اسعد اللہ صاحب حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ بڑے محدث تھے، حکیم الامت تھا نوی نور اللہ مرقدہ کے خلیفہ تھے، عجیب آدمی تھے، ایک ایک جملہ ان بزرگوں کا کیسا ہے! فرماتے ہیں۔

گو ہزاروں ٹھُغل ہیں دن رات میں
لیکن اسعد آپ سے غافل نہیں

کیا بات ہے میرے دوستو! ایک ہی شعر کیسا عجیب و غریب ہے، اس کے اندر سمندر موجود ہے، عظیم الشان سمندر موجود ہے، ہر وقت یادِ الہی میں مشغول، اللہ کیساتھ مشغول۔ اللہ تعالیٰ اپنے بزرگوں کے راستے پر چلنے کی توفیق ہم سب کو عطا فرمادے۔

خدا کی قسم میرے دوستو! اہل اللہ کی صحبت کے بغیر دین کو سمجھنا اور دین کی

گھر اپنی تک پہنچتا اور علمِ دین کی گھر اپنی تک پہنچتا یہ ممکن نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس راستے کو ایسا ہی بنا لیا ہے۔ بہت ہی عجیب معاملہ ہے، بہت ہی عجیب بات ہے۔ حضرت مولانا فضلِ رحمٰنؒ نجح مراد آبادیؒ فرماتے تھے کہ اگر مجھے شبِ قدر مل جائے تو رات بھرا یک ہی دعا مانگوں گا اللہ تعالیٰ سے کہ اے اللہ! مجھے نیک صحبت مل جائے، کسی دیوانے کی صحبت مجھے مل جائے۔

یک زمانہ صحبتے با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اگر آدمی اللہ کا ہو جاتا ہے، اس کو کوئی مٹا نہیں سکتا، کوئی نہیں مٹا سکتا۔ اصل یہ ہے کہ ہم اللہ والے بن جائیں، ہمارے مفتی شفیع صاحبؒ فرماتے تھے۔
ہم کو مٹا سکے زمانے میں یہ دم نہیں
ہم سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں

حضرت حکیم الامتؒ کی دستار بندی کا سبق آموز واقع
اور خواجہ عزیز الحسن مجدوبؒ فرماتے ہیں کہ ایمانی زندگی کے ساتھ زندہ ہو جاؤ، ایمانی زندگی تمہارے اندر آجائے، اس طرح کامل ایمانی زندگی کے ساتھ زندہ ہو جاؤ اور ولایتِ خاصہ کے ساتھ زندہ ہو جاؤ، تعلقِ مع اللہ کے ساتھ زندہ ہو جاؤ، پھر دیکھو کہ ہر قوم تمہارے سامنے جھکنے کے لئے مجرور ہو جائے گی۔

رسمِ خفتہ ہے تو کس بل نہیں ہے کم ترا
جائے کی دیر ہے پھر ہے وہی دم خم ترا

قرآنؐ کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا يَهْنُوا وَلَا يَخْزُنُوا وَأَنْتُمُ الْأَكْلُونَ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ﴾

(سورۃآل عمرن: آیۃ ۱۳۹)

اگر قوم اللہ والے بن گئے تو تم ہی غالب رہو گے۔

ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ دار العلوم دیوبند میں

جب دورہ حدیث سے فارغ ہوئے تو دستار بندی کے لئے وہاں کے اکابرِ دین نے کوئی جلسہ منعقد کرنا چاہا تو حضرت حکیم الامت تھانویؒ اپنے استادِ خاص مولانا یعقوب نانوتویؒ کے پاس گئے اور جا کر عرض کیا کہ حضرت! ہرگز ہمیں دستار نہ پہننا نہیں کیونکہ اس سے دارالعلوم دیوبند کی بنیادی ہو گئی کہ ایسے لوگوں کو دستارِ فضیلت پہننا دی گئی!

اللہ اللہ! حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب الہ آبادیؒ فرماتے ہیں۔

نہ جانے کیا سے کیا ہو جائے میں کچھ کہہ نہیں سکتا

جو دستارِ فضیلتِ گم ہو دستارِ محبت میں

کسی دیوانے کے پاس جا کر اپنے آپ کو مٹانے سے پھر صاحبِ فضیلت بنتا ہے۔ بہر حال تو حضرت مولانا یعقوب نانوتویؒ سے حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے فرمایا کہ ہمیں دستارِ فضیلت نہ دیں، ہمارے اندر کوئی بھی فضیلت کی چیز نہیں ہے، کیوں دستارِ فضیلت ہمیں پہننا نہیں گے؟ تو حضرت مولانا یعقوب نانوتویؒ نے فرمایا کہ میاں تواضع کی وجہ سے اس طرح سے کہہ رہے ہیں تو مولانا یعقوب نانوتویؒ نے فرمایا کہ سنو! پونکہ تم ابھی اپنے اساتذہ کے سامنے ہو اس لئے تمہارا یہ حال ہے، لیکن یاد رکھو کہ پوری دنیا میں تم جہاں بھی جاؤ گے، بس تم ہی تم ہو گے۔ آہ! استاد نے دیکھا کہ ان کے پاس علمِ نبوت بھی ہے نورِ نبوت بھی ہے۔ طالب علمی کے ہی زمانے سے یہ حضرات متقدی تھے، تبعِ شریعت تھے، تبعِ سنت تھے۔ اتنے بڑے عالم حضرت مولانا یعقوب نانوتویؒ نے یہ فرمایا۔ اور سب نے دیکھا کہ بعد میں پوری دنیا میں جہاں گئے، یہ حضرات ہر جگہ بالکل غالب ہی رہے، کیا جملہ فرمایا کہ جہاں بھی تم جاؤ گے بس تم ہی تم ہو گے۔ ہر جگہ غالب ہی رہے یہ حضرات! سبحان اللہ تعالیٰ و محمد!

اصل تو یہی ہے کہ تبعِ شریعت تبعِ سنت بننا، اللہ کا بن کے رہنا، بس یہ کام ہو جائے تو سب کام ہو جائیں۔ ایک ہی کام کے لئے یہ تمام بڑے بڑے علماءِ اہل اللہ کے پاس بھاگتے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند سے حضرت مولانا شمس الحق فرید پوریؒ ہر جمعرات کو

حکیم الامت کے پاس جاتے تھے، اٹھارہ میل پیدل چل کر جاتے تھے اور جمعہ کی شام کو پھر اٹھارہ میل پیدل چل کر واپس آتے تھے اور مستقل ہر ہفتے کا یہ معمول تھا۔ کیا بات تھی میرے دوستو؟ کیا سبب تھا؟ کیا مقصد تھا؟ کس چیز کیلئے، کس موڑ کیلئے جاتے تھے وہاں؟ یہ ہے اہل اللہ سے ایسا تعلق ہو جانا کہ ان کے بغیر زندگی مشکل ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے اندر اننبیاء کرام ﷺ کے ساتھ اولیاء اللہ کے بارے میں بھی فرمادیا کہ: وَحَسْنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا (سورۃ النسا، آیہ ۲۹) یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں، اچھے دوست ہیں۔ اللہ تعالیٰ جن کو بہت ہی اچھے رفیق بتائے تو وہ لکھنے اچھے بندے ہیں میرے دوستو! اللہ تعالیٰ جن حضرات کی ایسی تعریف فرمائیں ان سے تعلق نہ کیا جائے تو کس سے پھر تعلق کیا جائے؟ آپ ﷺ نے فرماتے ہیں:

((لَا يَأْكُلُ طَعَامَكَ إِلَّا تَقْعُدُ))

(مشکوٰۃ المصائب: (قدیمی)، باب الحب فی الله و من الله، ص ۳۲۶)

جب کھانے بیٹھو کسی متقی کے ساتھ کھاؤ، جب کھانے کا دسترخوان ہو تو کوئی متقی بندہ ہو، اس کے ساتھ مل کر کھاؤ۔ معلوم ہوا کہ التقیاء کے ساتھ زندگی گزارنے کی ایسی تعلیم اور تاکید فرمائی آپ ﷺ نے، کھانے کا دسترخوان بھی اولیاء کا دسترخوان ہو۔ اللہ تعالیٰ ایسی ہی زندگی ہم سب کو عطا فرمادے کہ صبح اولیاء سے ملاقات، شام کو اولیاء سے ملاقات، ہر وقت اولیاء ہی اولیاء کی ساتھ تعلق ہو، اللہ کے فرمانبرداروں کے ساتھ، ان کے دیوانوں کی ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہو، تعلقات ہوں۔ میرے شیخ عثیۃ اللہ کا شعر ہے۔

یارب ترے عُشاق سے ہو میری ملاقات

قائم ہیں جن کے واسطے یہ ارض و سماوات

آسمان وزمین کی بقا اہل اللہ کی برکت سے ہے

اولیاء اللہ کی برکت سے آسمان وزمین قائم ہیں کیونکہ یہ اللہ کے ذاکرین ہیں،

یادوت میں ہمیشہ مشغول رہتے ہیں اور حدیث پاک میں آیا ہے:

((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ عَلَى أَحَدٍ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ۔ رواه مسلم))

(مشکوٰۃ المصاہیح: (قدیمی); باب الحب فی الله و من الله؛ ص: ۳۸۰)

((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لَا يَنْقُضِي فِي الْأَرْضِ أَحَدٌ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ))

(مسند البیزار: (مکتبۃ العلوم والحكم، المدینۃ المنورۃ)، جز ۱۳ ص: ۱۶۹)

کوئی بھی بندہ جب تک اللہ کرنے گا یعنی اللہ کرنے والا کوئی بندہ جب تک زندہ ہو گا تو قیامت نہیں قائم ہو گی۔

کیا مطلب ہوا کہ ایک ہی دیوانے کی وجہ سے آسمان بھی قائم زمین بھی قائم، پوری کائنات قائم ہے کہ یہ بندہ ہے میرا جو مجھے اب تک یاد کرتا ہے، میری تلاش میں ہے، میری جستجو میں ہے، الہذا ایک ہی بندے کی جو اللہ کا ہوا یہی عزت ہے کہ اس کی وجہ سے آسمان بھی قائم زمین بھی قائم، بات سمجھ میں آتی ہے دوستو! اسی لئے کسی بزرگ نے فرمایا کہ کبھی عالم گلستان کبھی ویرانہ ہوتا ہے

جو ہوتا ہے بپاس خاطرِ دیوانہ ہوتا ہے

دیوانوں کی برکت سے سب کام ہوتا ہے، دیوانوں کی برکت سے یہ سب کام ہو رہا ہے، اس لئے مولا نا جلال الدین رومی رض فرماتے ہیں۔

اوست دیوانہ کہ دیوانہ نشد

مر عسس را دید و در خانہ نشد

پاگل وہ ہے کہ جو اللہ کا پاگل نہ ہوا، عقلِ سلیم اگر ہو، سلامتِ عقل نورِ عقل اس کو خود اللہ کی طرف کھینچتا ہے۔ اگر وہ صحیح عقلمند ہے، سمجھدار ہے تو یہ اس کی عقل کا نور اس کو محبوب حقیقی کی طرف کھینچتا ہے۔ اسی لئے جو لوگ اللہ سے غافل ہیں، دور ہیں اور منکرین ہیں تو قرآن و حدیث نے ایسے لوگوں کو جاہل قرار دیا ہے، قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے ان سب لوگوں کو جاہل بلکہ جانوروں سے بھی بدتر قرار دیا کہ یہ سب کچھ سمجھتے ہیں، لیکن ہمیں نہیں سمجھتے، سب سنتے ہیں، سب دیکھتے ہیں، لیکن ہمارے مناظرِ قدرت کو نہیں دیکھتے، آسمان و زمین میں ہمارا جمال نہیں دیکھتے یہ منکرین، یہ کفار، یہ مخدیں! فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ: اُولٰئک

کَلَّا نَعَمْ بَلْ هُمْ أَضَلُّ (سورہ الاعراف: آیہ ۲۹) یہ سب لوگ جانوروں کی طرح ہیں، بلکہ ان سے بھی بدتر اور بے سمجھ، ان سے بھی گئے گزرے ہیں یہ لوگ۔

عارفین کاملین کے قلوب میں حق تعالیٰ کی جلوہ افروزی

تو اللہ کے یہاں یعنی اللہ کی نظر میں عقلمند و شخص ہے جو اللہ کو سمجھتا ہو، اللہ کو جانتا ہو، اللہ کو مانتا ہو، وہ اچھا سمجھدار آدمی ہے، بات سمجھ میں آئی میرے دوستو! اللہ تعالیٰ ایسا ہی فرمادے ہم سب کو۔ اگر کوئی اللہ کو جانتا ہے، سمجھتا ہے، مانتا ہے تو دل میں وہ اللہ کو پا جاتا ہے، کسی کو وہ سمجھا نہیں سکتا، لیکن وہ سمجھتا ہے کہ کسی کا خاص تعلق ہے میرے ساتھ اور کوئی جلوہ فرمائے ہے میرے قلب و روح میں۔

جلوہ فرما کون میرے دل کے کاشانے میں ہے
محِ آرائش کوئی اس آئینہ خانے میں ہے
بس دل میں اس کو احساس ہوتا ہے کہ کوئی جلوہ فرمائے۔ نجاحِ اکبر اللہ آبادی کا شعر ہے۔
تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
میں جان گیا بس تری پچان یہی ہے

میں سمجھ گیا کہ آپ کی پچان یہی ہے کہ جو آپ کو پا جاتا ہے، وہ سمجھ جاتا ہے، لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ کیسے ہوا؟ کیا سے کیا ہوا کچھ بات ہی سمجھ میں نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو گناہوں سے بچنے کی ہمت عطا فرمائے اور اہل اللہ کی قدر دانی عطا فرمائے۔

میرے دوستو! خدا کی قسم! علم، علم نہیں ہوتا صحبتِ اہل اللہ کے بغیر۔ امام ربانی اور قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ اتنے بڑے عالم تھے، اتنے بڑے فقیہ تھے کہ علمائے دین نے ان کو ابوحنیفہ وقت کے لقب سے ملقب کیا ہے، اب سوچو بھئی! اُس زمانے میں کیسے بڑے بڑے علماء تھے، کیسے اکابر علمائے دین موجود تھے، ان حضرات نے جس شخص کو ابوحنیفہ وقت قرار دیا تو کتنے بڑے عالم تھے، لیکن یہی مولانا گنگوہیؒ حاجی امداد اللہ مہاجر کی یعنی اللہ کے پاس حاضر ہوئے، اور فرمایا کہ ہم اس لئے ان کے

پاس گئے کہ جو کچھ دین کی باتیں، دین کا علم کو حاصل ہوا ہے، اس پر عمل پیدا ہو جائے، تو توفیقِ عمل نصیب ہو جائے، اسی لئے ہم حاجی صاحب کے پاس بھاگے ہیں۔ اور فرمایا کہ حاجی صاحب کے پاس مسائل پوچھنے کے لئے ہم نہیں گئے، مسائل تو ہمیں معلوم ہیں لیکن ان مسائل پر عمل تو کرنا ہے اور توفیقِ عمل اہل اللہ کی صحبت میں عطا ہوتی ہے، اتنے بڑے علمِ دین کا یہ حال ہے میرے دستتو!

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب عَزَّوَجَلَّ اتنے بڑے فقیہ دارالعلوم دیوبند میں پڑھاتے تھے اور حضرت حکیم الامت[ؒ] کی صحبت میں جاتے تھے، مستقل معمول تھا کہ حضرت حکیم الامت[ؒ] کی صحبت میں جاتے رہتے تھے، تو حضرت مفتی شفیع صاحب نے علمائے دین سے کہا کہ بھئی کس لئے ہم جاتے ہیں۔

ہر چند شغل درس و فتاویٰ بہ دیوبند لیکن بے بخانقاہ تھا نہ خوشنتر است جتنی بھی ہم تالیف و تصنیف کا کام کرتے ہیں لیکن میرے تمام مشاغل تعلیم و تدریس سے خانقاہ تھا نہ بھون کی ایک رات افضل ہے، بہتر ہے کیونکہ وہاں وہ نور ملتا ہے کہ جس کی برکت سے جو کچھ دن و رات علمی مشغله ہے اس پر عمل کی توفیق عطا ہوتی ہے۔

اگر نہ عمل ہو تو پھر کیا کام ہوا، کچھ بھی نہ ہوا، اللہ تعالیٰ نے بھیجا اسی لئے ہے کہ ہماری محبت کے اعمال میں دن و رات اس دنیا میں مشغول رہو، جب بھی ہم تمہیں دیکھیں تو تم مشغول ہو ہماری دیوانگی میں، ہماری محبت کے کام میں، اداۓ محبت میں ہمیشہ مشغول رہو، یہ تماشا ہمیں دکھاؤ، اسی لئے ہم نے تم کو بھیجا ہے۔ تو پھر اگر ایسا ہوا کہ تم نے ہم سے محبت کی اور اعمالِ محبت کے ذریعہ سے ہمیں خوش کر دیا تو ہم تمہیں جنت الفردوس عطا کریں گے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحَاتِ كَانُوا لَهُمْ جَنَّتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا﴾
(سورۃ الکھف: آیۃ ۱۰۷)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ ایمان والے ہیں اور اچھے کام کرنے والے ہیں بیشک ہم ان کو جنت الفردوس دیں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

اسی لئے ہمارے حضرت حکیم الامت[ؒ] کے یہاں اعمال کی بڑی قدر و قیمت تھی،

حضرت فرماتے تھے کہ کام کرو، کام کرو۔ جتنی بھی تعلیم و تدریس کی مختیں ہیں اس کا مقصد ہے کہ عمل پیدا ہو جائے، زندگی میں عمل آجائے۔ حضرت جس کو بھی دیکھتے تھے کہ وہ مشغولِ عمل ہے، حضرت بہت خوش ہوتے تھے کہ ماشاء اللہ خوب! یہ کام کر رہے ہیں۔

کام کو خود کام پہنچا دیتا ہے انجام تک
ابتدا کرنا ہے مشکل انتہا مشکل نہیں

آدمی کام کرتا ہے، کام اس کو منزلِ محبوب پاک تک پہنچا دیتا ہے، ان کا کام کرو وہ کام تمہیں محبوب پاک تک پہنچا دے گا، کیا عجیب سب با تین ہیں اور ہمارے خواجہ عزیز الحسن مجدوب صاحب حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ فرماتے ہیں۔

کامیابی تو کام سے ہوگی
نہ کہ حسن کلام سے ہوگی
ذکر کے التزام سے ہوگی
فکر کے اہتمام سے ہوگی

کام کرنے سے کام ہوگا، کام کریں گے تو کامیاب ہو جائیں گے، اگر کام نہ کیا تو پھر کامیابی کیسے آئے گی؟ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیقات سے نوازے۔

اہلِ مدارس کے لئے کرنے کے تین کام

یہ تمام مدارسِ دینیہ جو ہیں ان میں دن و رات علمی مشغله ہے، لکن محنۃ و مشقت سے علم پڑھتے ہیں اور پڑھاتے ہیں سب، لیکن ساتھ ہی ساتھ اگر تین کام اور ہو جائیں، ایک یہ کہ گناہوں سے بچنے کا اہتمام ہو، اس کے لئے ہر وقت آدمی مشقت جھیلے کہ ہمارے محبوب پاک کو دکھانا ہے کہ ہم آپ کے ہیں اس لئے ہم گناہ نہیں کرتے، ہم چونکہ آپ کو چاہتے ہیں اس لئے ہم گناہ کرتے نہیں کیونکہ آپ ناراض ہو جائیں گے۔ ایک تو یہ کام۔ دوسرا کام یہ کہ واقعی جس کے بارے میں یہ نیک گمان ہو کہ یہ شخص اللہ والا ہے، یہ شخص ان کا دیوانہ ہے، اور طریقِ اصلاح بھی اس کو معلوم ہے کہ اصلاح کرنا وہ جانتا ہے، انسان

بنا جانتا ہے، ولی بنا جانتا ہے، کسی کے بارے میں اگر ایسا حسن ظن ہو اور مناسبت بھی
محسوس ہو تو پھر اس سے تعلق کر لے۔ یہ دو کام ہو گئے، اور تیسرا کام یہ ہے کہ حضرت
حکیم الامت نور اللہ مرقدہ کے علوم و معارف کا مطالعہ مستقل جاری رکھے، پھر کیا کہنا میرے
دوستو! زندگی ایسی کامیاب ہو گی کہ لوگ حیرت سے دیکھتے رہیں گے بھی یہ کیا ہو گیا
نہ جانے کیا سے کیا ہو جائے میں کچھ کہہ نہیں سکتا

جو دستارِ فضیلت گم ہو دستارِ محبت میں

کسی دیوانے کے ساتھ اگر دل سے تعلق ہو پھر تو سبحان اللہ! ایسا دل عطا ہو گا کہ دل میں
اللہ ہی اللہ ہو گا اور کچھ نہ ہو گا ان شاء اللہ۔ خواجہ عزیز الحسن مجدد علیہ السلام نے جو فرمایا کہ

دل میرا ہو جائے اک میدان ہو

تو ہی تو ہو تو ہی تو ہو تو ہی تو

کیا پیارا شعر ہے میرے دوستو! اپنے بزرگوں کی ان باتوں کو پڑھنا بھی چاہئے، رثنا بھی
چاہئے، میں نے اپنے شیخ کو دیکھا ہے کہ مولانا جلال الدین رومی کے بعض اشعار پڑھتے تھے
گنگنا کے، ترجم سے پڑھتے تھے تخلیق میں اور ترٹپتے رہتے تھے، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

ہم نے دیکھا ہے ترے چاک گریبانوں کو

آتشِ غم سے چھکلتے ہوئے پیانوں کو

آہ!

دل میرا ہو جائے اک میدان ہو

تو ہی تو ہو تو ہی تو ہو تو ہی تو

اور ہرے تن میں بجائے آب و گل

دردِ دل ہو دردِ دل ہو دردِ دل

غیر سے بالکل ہی اٹھ جائے نظر

تو ہی تو آئے نظر دیکھوں جدھر

درِ دل کے ایسے عاشق تھے یہ حضرات! اصل میں یہ چیز ان کو حاصل تھی، یہ نعمت حاصل تھی، اسی لئے زبان سے اسی کا ظہور ہوا ہے۔

دل میں اگر حضور ہو، سر ترا خم ضرور ہو
جس کا نہ کچھ ظہور ہو، عشق وہ عشق ہی نہیں

راہِ حق میں مایوسی کی کوئی گنجائش نہیں

میرے دوستو! میرے شیخ عَزِیْز اللہ نے فرمایا کہ کسی کو کوئی ایسی بُری عادت لا حق ہو گئی ہے کہ اس سے اب تک چھکار نہیں ملا تو نا امید بھی نہ ہو۔

کوئے نومیدی مرد کامیدہا ست
سوئے تاریکی مرد خورشیدہا ست

نا امید نہ ہونا، حق تعالیٰ نے جب فرمادیا کہ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ هُمْ تَمَهَّرَوْا ایسے
مالک ہیں، ایسے محسن ہیں، ایسے محبوب ہیں کہ ہماری رحمت سے ہرگز نا امید نہ ہونا۔ لہذا
امید سے ہم رہیں گے، امید سے رہیں گے تو ان شاء اللہ! محنت کریں گے کرتے رہیں گے،
تو کبھی نہ کبھی منزل تک پہنچ ہی جائیں گے۔

اب تک پوری طرح اعمال کی توفیق نہ ہوئی، اور پوری طرح گناہوں سے اب تک
حافظت نہ ہوئی، پوری طرح اجتناب عن المعاصی حاصل نہ ہوا، اس پر نا امید بھی نہیں
ہونا چاہئے، محنت کرے، کوشش جاری رکھے، ٹوٹی پھوٹی یہ کوشش بھی بیکار نہیں ہے، کبھی
اس پر بھی بڑا اجر عطا ہو گا، کبھی اس پر اس محبوب پاک کی طرف سے بڑا انعام مل جائے گا۔
خواجہ مجدد عَزِیْز اللہ نے حکیم الامت کی عظیم الشان نصیحت کو اشعار میں بیان فرمایا۔

نہ چت کر سکے نفس کے پہلوان کو
تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے
ارے اس سے گُشتی تو ہے عمر بھر کی
کبھی وہ دبائے کبھی تو دبائے

جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی
بہر حال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے
یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے
جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

میں بقسم کہتا ہوں میرے دوستو! کہ اہل اللہ سے دور رہ کر آدمی کتنا ہی مشغول اعمال رہے
بڑا خطرہ ہے کہ کہیں پھسل جائے، بالکل ہلاک ہو جائے، بالکل ختم ہو جائے، بالکل ہی
بر باد ہو جائے۔ اور اہل اللہ کا دامن کپڑا کر گر آدمی زندگی گزارتا ہے، مختنوں میں مشغول
رہتا ہے، اگرنا کام بھی ہوتا رہا تب بھی وہ بالکل کامیاب ہو جائے گا، کوئی وقت آئے گا کہ
وہ بالکل کامیاب ہو جائے گا۔ ایک بزرگ نے کسی کو کیا خوب فرمایا کہ—

اندر یہ رہ می تراش و می خراش
تادم آخر دے فارغ مباش
تادم آخر دے آخر بود
کے عنایت با تو صاحب سر بود

(ترجمہ: اسی راستے میں پڑے رہو، ڈھونڈتے رہو۔ جب تک سانس باقی ہے فارغ
مت بیٹھو۔ پھر تو آخری دم تک ایسا وقت ضرور آئیگا کہ تم پران کی مہربانی ہو ہی جائے گی۔)

میرے دوستو! صرف باتوں سے کیا فائدہ ہے، بلکہ کام کرنا چاہئے۔
تو ہو کسی بھی حال میں مولیٰ سے لو لگائے جا
قدرتِ ذوالجلال میں کیا نہیں گڑ گڑائے جا
کھولیں وہ یا نہ کھولیں در اس پہ ہو کیوں تری نظر
تو تو بس اپنا کام کر یعنی صدا لگائے جا

ان کو یاد کرو، ان کے لئے آگے بڑھو، قدم اٹھاؤ، قدم جیسے اٹھاؤ گے، ادھر سے رحمت
نازل ہو جائے گی، مہربانی برس جائے گی اور فضل آجائے گا، اسی فضل کی برکت سے پھر

ان شاء اللہ کا میابی حاصل ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا حدیث قدسی میں:

((مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شَيْئًا تَقَرَّبَتْ مِنْهُ ذَرَاعَاهُ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي ذَرَاعَاتِ قَرَبَتْ مِنْهُ بَاعَاهُ وَمَنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرَوْلَهُ))

(صحیح مسلم: (قدیمی)، کتاب الن کر، ج ۲ ص ۳۲۳)

کہ ایک بالشت کے برابر بندہ میری طرف آتا ہے تو ایک ہاتھ میں اسکی طرف آ جاتا ہوں، اگر وہ چل کے آتا ہے میں اسکی طرف دوڑ کے آتا ہوں اس کو لینے کے لئے، آجائے میری آغوش رحمت میں، جلدی سے آ جاؤ میری آغوش رحمت میں! مَنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرَوْلَهُ کیا تعبیر ہے! کیسی عجیب بات ہے! اس سے معلوم ہوا کہ زبردست فضلِ الہی اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا فضل اس کو لینے کے لئے آ جاتا ہے کہ آ جا، آ جا جلدی آ جا۔ جگہ مراد آ بادی فرماتے ہیں۔

مری طلب بھی کسی کے کرم کا صدقہ ہے قدم یہ خود نہیں اٹھتے اٹھائے جاتے ہیں

نیک لوگوں کے ساتھ ملے جلے رہنے کی برکت

اور ایک بات یہ بھی ہے کہ اپنے دینی حلقت سے، اپنے بزرگوں سے اور اپنے دینی احباب کے ساتھ ملے جلے رہنا چاہئے۔ ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ نیک اعمال کی توفیق ہوتی ہے یہ ملے جلے رہنے کی برکت ہے، صالحین کے ساتھ رہنے کی برکت سے توفیق اعمال ہوتی ہے۔ کہیں کوئی دینی جلسہ ہوتا ہے تو سب لوگ بیٹھ کر اللہ ہی کی طرف متوجہ رہتے ہیں، یادِ الہی میں مشغول رہتے ہیں اور اچھے کام میں مشغول رہتے ہیں۔ یہ ملے جلے رہنے کی برکت ہوتی ہے، بات سمجھ میں آتی ہے! خود کو رونا نہیں آتا تو رونے والوں کے ساتھ بیٹھنے سے بعض وقت جس کو رونا نہیں آتا وہ بھی رونے لگتا ہے، اور ایک قطرہ آنسو کتنا قیمتی ہے میرے دوستوں

جو گرے ادھرز میں پر مرے اشک کے ستارے

تو چمک اٹھا فلک پر مری بندگی کا تارا

اپنے محبوب پاک کے لئے رونا خدا کی قسم کتنا بڑا عمل ہے، کتنا بڑا کام ہے میرے دوستو! اور زندگی کا کتنا اونچا شعبہ ہے کہ اس ظالم کی آنکھوں سے اپنے محبوب پاک کے لئے آنسو نکل گئے، ایک قطرہ آنسو نکل گیا تو تینی بڑی کامیابی ہے یہ! آنسوؤں کا نکنا بڑی نعمت ہے، بہت بڑی نعمت ہے، اللہ تعالیٰ خوب رونے کی توفیق عطا فرمائے۔ قلب کو تو اللہ تعالیٰ بکاء بنادے، دل ہمیشہ روتا ہے اپنے محبوب کیلئے، حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لبوں پر گو ہے ہنسی بھی ہر دم اور آنکھ بھی میری تر نہیں ہے

مگر جو دل رو رہا ہے چیم کسی کو اس کی خبر نہیں ہے

دل ہمیشہ روتا ہے اس محبوب پاک کے لئے، یہ اہل اللہ ایسے ہوتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مزار اور ان کے دلوں میں ایمان کا عالم

تو قلب بکاء اللہ تعالیٰ ہم سب کو عطا فرمادے، اور آنکھوں کو بھی ان کے لئے رونے کی توفیق عطا فرمادے۔ اور میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ عارف عظیم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لب بیں خندال جگر میں ترا درد و غم تیرے عاشق کو لوگوں نے سمجھا ہے کم دیوانے ایسے ہوتے ہیں، اندر سے روتے ہیں گو بظاہروہ ہنٹتے رہتے ہیں، ایک روایت میں ہم نے دیکھا، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا صحابہ ہنستے تھے؟

((سُئِلَ أَبْنَى عُمَرَ هُلْ كَانَ أَحَدًا حَمَدَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْحَّكُونَ؟

فَأَلَّا نَعْمَمْ وَالإِيمَانُ فِي قُلُوبِهِمْ أَعَظَمُ مِنْ أَجْبَلِ۔ (رواہ فی شرح السنۃ))

(مشکوٰۃ المصاہیح: (قدیسی)، باب الصحک، ص ۳۰۶)

فرمایا کہ صحابہ ہنستے تو تھے لیکن جب ہنستے تھے اس وقت بھی پھاڑ سے بھی زیادہ بھاری ایمان ہوتا تھا ان کے دل میں۔

حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کا فیض بے کراں

سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر دہلی کی کچھ گنہگار عورتوں نے توبہ کی تھی، سید احمد

شہید عباد اللہ بن ابی شہبہ نے ان کا وہاں مجاہدینِ اسلام کے ساتھ نکاح بھی کرایا۔ انہوں نے حضرت سے درخواست کی کہ ہم بھی جانا چاہتی ہیں وہاں جہاں آپ جہاد کے لئے جا رہے ہیں، اللہ کیلئے ہم جہاد کریں گے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ تمہارا کیا کام ہے وہاں؟ کہنے لگیں کہ ہم مجاہدین کے گھوڑوں کی خدمت کریں گی، ان کے لئے بھوسی بنائیں گی، ان کا چارہ تیار کریں گی، پچھلی چلاںیں گی۔ وہاں جانے کے بعد انہوں نے پچھلی چلا کر جو گھوڑوں کے چارے تیار کئے اس سے ہاتھ میں چھالے پڑ گئے، ہاتھ زخمی ہو گیا۔ مجاہدین نے کہا کہ وہاں تو دہلی میں تمہاری شاہزادگی تھی اب یہاں ایسی بُری حالت ہے، اس قدر تکالیف ہیں۔ تو وہ عورتیں رونے لگیں اور انہوں نے کہا کہ آپ کو نہیں معلوم کہ سید احمد صاحبؒ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے سینوں میں ایسا ایمان عطا فرمایا ہے کہ اگر اس کو بالا کوٹ کے پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو پہاڑ اس کو برداشت نہیں کر سکتے، ایسا ایمان اللہ نے ہمیں عطا فرمادیا ہے۔

میرے دوستو! خدا کی قسم! اہل اللہ کی برکت سے ایمان زبردست اعلیٰ درجہ کا عطا ہو جاتا ہے، اللہ کے ساتھ ایسا تعلق ایسا لگا و پیدا ہو جاتا ہے کہ انسان اس کو سوچ بھی نہیں سکتا۔ چھوٹا بڑا بن جاتا ہے اہل اللہ کی صحبت کی برکت سے، ذلیل معزز بن جاتا ہے اہل اللہ کی برکت سے، جو بہت ہی ذلیل تھا وہ انتہائی اعلیٰ درجہ کا معزز بندہ بن جاتا ہے۔

عشق کی ذلت بھی عزت ہو گئی

لی فقیری با دشائیت ہو گئی

اللہ کے راستے میں عزت ہی عزت ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

حصول جنت کے لئے دو چیزوں کی ضرورت

توفرماتے ہیں قرآن کریم میں حق تعالیٰ جل و علا شانہ: إِنَّ الَّذِينَ أَمْنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحَاتِ كیا تعبیر قرآنی ہے میرے دوستو! اللہ اکبر! کہ جن کے سینے میں ایمان ہے اور ہمارے لئے اچھے کام کرتے ہیں، ہمیں خوش رکھنے کے لئے دن رات اچھے اچھے کام کرتے ہیں، کائنات لہم جَنَّتُ الْفُرْدَوْسِ نُزُلًا تو ہم ان کو ضرور جنت الفردوس عطا

کریں گے۔ لہذا اچھا کام کرنا چاہئے، اب بتائیے کہ کیا اللہ کی نافرمانی اچھا کام ہے؟ جھوٹ بولنا کوئی اچھا کام ہے؟ حسد کرنا کوئی اچھا کام ہے؟ ظلم کرنا کوئی اچھا کام ہے؟ لڑنا بھڑنا کوئی اچھا کام ہے؟ اور یہ ظالمانہ جارحانہ غصہ کرنا کوئی اچھا کام ہے؟

میرے دوستو! یہاں دو چیزوں کا ذکر کیا کہ جنت کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں ایک یہ ہے کہ ایمان ہو، دوسرا یہ کہ اعمال صالح ہوں، تو ان دو چیزوں کی برکت سے اس کو جنت الفردوس عطا ہوگی۔ ایمان کے بعد اعمال صالح میں سے ہے کہ عبادات میں مشغول رہے، معاملات درست ہوں، احکام شریعت کے مطابق ہوں اور اخلاقی ظاہرہ اور باطنہ اللہ کی رضا کے مطابق ہوں۔ یہ تمام چیزیں عَمِلُوا الصَّلِحَاتِ میں شامل ہیں، اس میں یہ فرمادیا حق تعالیٰ نے کہ تمہاری ظاہری زندگی بھی اچھی ہو، ظاہری زندگی بھی ہماری پسند کے مطابق ہو، باطنی زندگی بھی ہماری پسند کے مطابق ہو۔ تم لیں دین تو کرو لیکن ہماری پسند کے مطابق لین دین کرو، بیچتے رہو لیکن ہمیں خوش کر کے پیچو، خریدتے رہو ہمیں خوش کر کے خریدنا، کسی سے بولنا ہے تو اس طرح بولو کہ ہم بھی خوش ہو جائیں، دو تی کرو، خوب دوستی کرو لیکن اس طرح کہ ہمارے ساتھ دوستی بھی قائم رہے۔

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد

فداءے یک تن بیگانہ کاشنا باشد

ترجمہ: ہزار بیگانے جو اللہ سے بیگانے ہیں، ان کے بجائے اس بیگانے پر میں سو جان سے فدا ہوں جو میرے محبوب پاک کا بیگانہ اور چاہنے والا ہے۔ جو اپنا نہیں ہے، غیر ہے، لیکن وہ اللہ کا ہے تو پھر وہ غیر نہیں ہے، وہ میرا ہے، وہ ہمارے رشتہ داروں سے بڑھ کر ہے، بات صحیح میں آتی ہے میرے دوستو!

ہر کام میں حق تعالیٰ کی خوشی کو لمحوظ رکھو

تو کام تو کرنا ہے لیکن ہر کام میں اللہ کو خوش کرنا ہے، کھاؤ اللہ کو خوش کر کے، پیو اللہ کو خوش کر کے پیو، دوستی کرو تو اللہ کی دوستی کے ساتھ کسی سے دوستی کرو، محبت کرو لیکن

ایسی محبت کہ اللہ تعالیٰ بھی خوش رہیں کہ اچھا خوب تم نے اچھی دوستی کی ہے، تمہاری اس دوستی پر اور اس محبت پر ہم بھی خوش ہیں، بات سمجھ میں آئی میرے دوستو! میرے شیخ فرماتے تھے رات کے وقت کہ جاؤ سب لوگ آرام کرو، بسرا م کرو مگر رام رام نہ کرو۔ کیا مطلب؟ عجیب حضرت کی شان ہی! ہر انداز میں، ہر طرز میں وہ پیغامِ محبت سنادیتے تھے، درسِ محبت عنایت فرمادیتے تھے۔ جاؤ آرام کرو، بسرا م کرو، سب کچھ کرو، لیکن اپنے محبوب پاک کونار ارض نہ کرو۔ اتنا تو خیالِ رکھو میرے دوستو! ہر خیال پر محبوب پاک کا خیال غالب رہے کہ ان کو خوش رکھنا ہے، ان کو خوش کرنا ہے، ان کو ناراض نہیں کرنا ہے، ہمیشہ ان کی یاد میں مشغول رہنا ہے۔

اے خیالِ دوست! اے بیگانہ سازِ ما سوا!

اس بھریِ مخلف میں تو نے مجھ کو تنہا کر دیا

خیالِ محبوب پاک ہر خیال کو کھا جائے، ہر خیال پر غالب ہو جائے اور ایسی زندگی بنانے کیلئے جس طرح التزامِ تقویٰ ضروری ہے، خدا کی قسم میرے دوستو! صحبتِ اہل اللہ بھی ضروری ہے۔ ایسا کوئی شیخ ہو کہ ہر جگہ وہ اتباعِ شریعت کے ساتھ غالب رہے، محبوب پاک کی اطاعت کے ساتھ غالب رہے، خشیتِ الہیہ کے ساتھ غالب رہے، یادِ الہی کے ساتھ غالب رہے، اتباعِ شریعت و سنت کے ساتھ غالب رہے اور اتباعِ اکابر کے ساتھ ہر جگہ غالب رہے، غالب ہی غالب ہو، وہ مغلوب نہ ہو، مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یارِ مغلوبان مشو ہیں اے غوی

یارِ غالب جو کہ تا غالب شوی

ایسا شیخ تلاش کرو جو محبوب پاک کی فرمانبرداری کے ساتھ ہمیشہ غالب رہتے ہیں، بات سمجھ میں آتی ہے! کیا شعر ہے! کیا تعلیم ہے میرے دوستوان عارفینِ امت کی! خدا کی قسم!

عجیب بات ہے ان حضرات کی باتوں میں۔

جگہ مراد آبادی یہ بیچارے تو شرابی تھے کسی زمانے میں لیکن ہمارے حضرت

حکیم الامت تھانویؒ کے پاس گئے اور توبہ کی اور پھر جناب کہاں تو غلط راستے پر زندگی بر باد ہو رہی تھی اور کہاں ایسی توبہ عطا ہوئی ہے کہ اس کی برکت سے وہ بھی اللہ کے دیوانے بن گئے۔ پھر ان کی زبان سے ایسا ایسا کلام ظاہر ہوتا تھا اور ایسے ایسے اشعار ظاہر ہوتے تھے کہ اہل اللہ اس کی قدر کرتے تھے، عارفین اس کی قدر کرتے تھے تو اس خالق شاعر نے کہا۔

میرا کمالِ عشقِ بس اتنا ہے اے جگر

وہ مجھ پر چھا گئے میں زمانے پر چھا گیا

جگر مراد آبادی ہیں یہ! سبحان اللہ و محمدہ، اللہ تعالیٰ ایسا ہی دیوانہ بنادے ہم سب کو! آہ کیا شعر ہے میرے دوستو! وہ جو اللہ کا ہو جاتا ہے جہاں بھی جاتا ہے چھا جاتا ہے سب پر اور غالب رہتا ہے، اللہ تعالیٰ ان غالیین میں ہم سب کو شامل فرمائے۔

اچھا ایک مفرح واقعہ یاد آیا کہ مفتی محمد حسن امرتسریؒ کی شادی ہوئی تھی تو (ان کی اہلیہ) بیچاری نا بالغ تھیں، پالا پڑانا باغہ سے تو مسئلہ مشکل ہو رہا تھا تو انہوں نے حضرت حکیم الامت تھانویؒ کو خط لکھا کہ حضرت یہوی میری نابالغ ہے اور مشکل ہو رہا ہے ان کی ساتھ زندگی گزارنا، کیا کریں، دعا فرمادیجئے۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ نور اللہ مرقدہ نے لکھا، دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی بیوی کو بالغ فرمادے اور آپ کو اس پر غالب فرمادے۔ غالب کے لفظ سے اس طرف اچاکن ذہن چلا گیا۔ اہل اللہ کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی رحمت خاصہ کا نزول ہوتا ہے، مفتی محمد حسن امرتسریؒ زبردست عالم دین تھے، بہت بڑے اللہ والے تھے، ہمارے حضرت حکیم الامتؒ کے خلیفہ تھے۔ تو ان عارفین اُمت اور محبویین محبوب حقیقی کے تذکرے سے اُس محبوب حقیقی کا فضل برس جائے گا، رحمت خاصہ کا نزول ہو جائے گا، جس سے ہمارا کام بن جائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ!

((عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ تَذَلُّ الرَّحْمَةُ))

(حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء: (دارالکتب العلمیۃ، بیروت)، جزء ۷ ص ۲۸۵)

اللہ تعالیٰ کے محبویین کے تذکرے جب ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اتنے خوش ہوتے ہیں کہ رحمت خاصہ کا نزول فرمادیتے ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، گناہوں سے مکمل حفاظت

عطافر مائے اور ولایت خاصہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عطا فرمائے۔

تمام دینی مدارس میں ملفوظات اکابر سنائے جانے چاہئیں

میرے دوستو! یہ ضروری ہے کہ تمام مدارس دینیہ میں یہ نظام ہو کہ ہمارے اکابر دین کے ملفوظات و مواعظ پڑھے جائیں۔ مجلس ہوا ساتھ کی جس میں اس کو پڑھیں اور سب کو سنا کیں اور طلبہ کو بھی ملفوظات میں سے پڑھ کر سنا کیں تو ان شاء اللہ! اس کے ذریعہ سے زبردست نفع ہو گا، ایک بات تو یہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ گھروں پر بھی اس کو پڑھیں، اپنے اپنے گھروں میں اپنے اکابر دین کے ملفوظات و مواعظ میں سے ایک دو ملفوظ پڑھ کر سنا یا جائے، جیسے ہمارے حضرت حکیم الامتؒ نے یوں فرمایا، حاجی امداد اللہ مہاجر کی نے یوں فرمایا، حضرت مجدد الف ثانیؒ نے یوں فرمایا تو اپنے اکابر دین کے حوالے سے کوئی بات سنا دیں گے تو اس کا نور ان کے قلوب تک پہنچ جائے گا۔ پھر وہی نور جو ہے وہ اندر کام بنا تار ہے گا، اس طرح سے دینی زندگی پیدا ہو جائے گی میرے دوستو! جہاں دینی مجلس ہو، محفل ہو، جلسے ہوں ایسے موقع پر بھی اپنے بزرگوں کے ملفوظات و مواعظ میں سے کچھ نہ کچھ ضرور سنا دیا کریں، اس سے ان شاء اللہ! نفع عظیم کی توقع ہے، زبردست نفع ہو گا ان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور توفیق عطا فرمائے۔ واخِرُ دُعَوَا أَنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيمِ۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى إِلَهِ
وَأَحْمَابِهِ أَجْمَعِينَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى أَلِّي سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا مَا قَدَّمْنَا وَمَا أَخْرَنَا وَمَا أَغْلَقْنَا
وَمَا أَسْرَفْنَا وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنْ أَنْتَ الْمُقْدِمُ وَأَنْتَ الْمُؤْخِرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ
الَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَانَا بِمَاءِ الْفَلْجِ وَالْبَرِدِ وَنَقِّ قُلُوبَنَا مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقِّي الثَّوْبَ
الْأَكْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اللَّهُمَّ بَايْدُ عَيْنَنَا وَبَيْنَ خَطَايَانَا كَمَا بَايْدُ شَبَرَتْ بَيْنَ الْمَشْرِقِ
وَالْمَغْرِبِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا كُلَّهُ دِقَّةٍ وَجُلَّهُ وَأَوْلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ

اللَّهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ كُلِّ بَلَاءٍ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ
 اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرِّ حِلَالًا وَالْجُنُونِ وَالْجُنَاحِ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ
 الْأَسْقَامِ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ
 الْوَهَّابُ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ آرَوَاجِنَا وَدُرِّيَتَنَا قُرْبَةً أَعْسِنِ وَاجْعَلْنَا لِلْمُنْتَقِينَ إِمامًا
 اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَ حُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِي يُبَلِّغُنَا حُبَّكَ اللَّهُمَّ
 اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ الْأَشْيَاءِ إِلَيْنَا وَاجْعَلْ حَشْيَتَكَ أَخْوَفَ الْأَشْيَاءِ عِنْدَنَا

اے اللہ! ہم سب کو معاف فرمادیجئے، معاف فرمادیجئے، معاف فرمادیجئے،
 مغفرت کاملہ عطا فرمادیجئے، اے اللہ! ہم سب کو ولایتِ خاصہ عطا فرمادیجئے، اپنے کرم سے
 ہمارے اکابرین اور بزرگوں کی برکت سے حیاتِ تقویٰ ہمیں عطا فرمادیجئے، اے اللہ!
 ذوقِ تقویٰ عطا فرمادیجئے، اے اللہ! اپنی محبتِ خاصہ ہمیں عنایت فرمادیجئے، ولایت
 خاصہ عطا فرمادیجئے، اولیائے صدیقین کاملین میں ہم سب کو شامل فرمائیے، ہم سب کو،
 ہمارے گھروالوں کو، ہماری اولاد کو اور رشتہ داروں، خاندان والوں کو، ہمارے دوستوں کو،
 احبابِ محبین کو، سب کو، سب کے گھروالوں کو اور بچوں کو اے اللہ! اولیائے صدیقین میں
 شامل فرمائیجئے، اے اللہ! ہم سب کو اولیائے صدیقین میں ضرور بالضرور شامل فرمائیجئے،
 اے اللہ! ہم سب کو اللہ والا بنا دیجئے، ہر گناہ سے ہماری حفاظت فرمائیے، اے اللہ! ہر گناہ سے
 بچنے کی توفیق عطا فرمائیے، اے اللہ آپ کی محبت کے راستے میں قدم اٹھانے کی پوری پوری
 ہمت عطا فرمادیجئے، زندگی کو مشغله عشقِ محبوب پاک بنا دیجئے، زندگی کو یادِ الہی بنا دیجئے
 دل مرا ہو جائے اک میداں ہو تو ہی تو ہو تو ہی تو ہو تو ہی تو
 اور مرے تن میں بجائے آب و گلی دردِ دل ہو دردِ دل ہو دردِ دل
 غیر سے بالکل ہی اٹھ جائے نظر تو ہی تو آئے نظر دیکھوں جدھر
 اے دریغا! اشکِ من دریا بودے تا ثناںِ دلبرے زیبا شدے
 نعرہ مستانہ خوش می آیدم تا ابد جانان چنیں می بايدم

از کرم از عشق معزول مکن جز به ذکر خویش مشغول مکن
اے اللہ! ہم سب کو معاف فرمادیجئے، ہم سب کو غالب فرمادیجئے، اے اللہ نفس کی تمام
خواہشات کو کچلنے کی توفیق عطا فرمادیجئے

غلابی بر جاذبیں اے مشتری شاید ار در ماندگاں را واخیری
اے اللہ! ہم کمزوروں پر حرم فرمادیجئے، کرم فرمادیجئے، اے اللہ! کفر سے، شرک سے،
ضلالت سے، جہالت سے، تمام معاصی سے ہماری حفاظت فرمائیے، پاک و صاف زندگی
عنایت فرمادیجئے، عافیت جسمانی، روحانی کامل مکمل عطا فرمادیجئے، تمام مقاصدِ حسنہ
پورے فرمادیجئے اور تمام مشکلات حل فرمادیجئے، مصائب سے پوری پوری حفاظت عنایت
فرمادیجئے، بیماروں کو ہر بیماری سے شفا عطا فرمائیے اور مشکل مشکل تمام بیماریوں سے
ہماری حفاظت عطا فرمائیے۔ اے اللہ! مہربان مالک! ہمارے اس بیان کو اپنے کرم سے
شرف قبول عطا فرمادیجئے اور جو کچھ بھی دینی خدمات کی ہمیں توفیق ہوتی ہے، اور جہاں جہاں
دینی بیانات کی توفیق ہوتی ہے اے اللہ! شرف قبول عطا فرمائیے اور اس کا ثواب میرے
شیخ عَزَّلَهُ کو اور ہمارے تمام مشائخ عَزَّلَهُ کو، تمام اکابر دین کو عنایت فرمادیجئے، اے اللہ!
تمام دعاؤں کو اپنے کرم سے قبول فرمائیے، ضرور بالضرور قبول فرمادیجئے!

اللَّهُمَّ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتُنْتَعِذُنَا إِنَّكَ

أَنْتَ التَّوَابُ الرَّحِيمُ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ

وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيمِ



حَسْنَةٌ مُّتَكَبَّرٌ مِّنَ الْمُلْكَ حَضْرَ مَوْلَانَا شَاهِ مُحَمَّدِ اشْرَفِ عَلَى تَحْاَوَى صَانُورَ اللَّهُ رَبُّهُ

اہل اللہ کا خدا کی محبت میں حال

ارشاد فرمایا کہ اہل اللہ کا خدا کی محبت میں یہ حال ہوتا ہے کہ تمام مصائب ان کو آسان ہو جاتے ہیں، نہ قید خانہ سے ان کو تکلیف ہوتی ہے، نہ فاقہ سے کلفت۔ ان کی شان یہ ہوتی ہے کہ ان کے پاس کچھ نہیں ہے مگر خوش ہیں کیونکہ ایک چیز ان کے پاس ایسی ہے کہ اس کے پاس ہوتے ہوئے ان کو کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوتی۔ وہ کیا ہے؟ وہ آغوشِ محبوب ہے، رضائے محبوب ہے، لذتِ طاعات ہے، لذتِ مناجات ہے، لذتِ قرب ہے۔
(انفاسِ عیسیٰ، حصہ اول، جلد ۲۱، صفحہ ۲۰۱)

محبت اقرب طریقِ وصول ہے

ارشاد فرمایا کہ سالک کو تسلی دینے سے جس قدر جلد سلوک طے ہوتا ہے کسی اور تمدیر سے نہیں ہوتا کیونکہ اس سے حق تعالیٰ کے ساتھ محبت کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے اور محبت ہی اقرب طریق ہے۔ اسی لئے مجھ کو بڑا اہتمام رہتا ہے کہ طالبین کے قلوب میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کی جائے۔
(انفاسِ عیسیٰ، حصہ دوم، جلد ۲۲، صفحہ ۸۹)

یک تاریخ اور بدایہ سے بالامعاو خدیجہ تیم کی جاتی ہے
اس کی خرید و فروخت کی اجازت نہیں بسے